مولای صل وسلم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

زیادہ کام زبان اَنجام دیتی ہے پھر ہاتھ۔ جھوٹا اِلزام لگانے والے کو سزا دی جاسکتی ہے
گالی گلوچ کا معاشرہ بے غیرتی کی علامت ہے
غیرت مند عرب اَور اَفغانوں نے اپنے اُوپر اَنگریز کو حکمرانی نہیں کرنے دی

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 70 سائیڈ B 1987 - 06 - 21)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے مسلمان کی شان بتلائی ہے کہ اُس کا حال یہ ہونا چاہیے کہ دُوسرے مسلمان اُس کی ''زبان'' اَور اُس کے ''ہاتھ'' سے محفوظ رہیں، نہ زبان سے تکلیف پہنچائے نہ ہاتھ سے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ .[1]

حدیث شریف میں ''زبان'' کا لفظ پہلے ہے ''ہاتھ'' کا لفظ بعد میں ہے کیونکہ اِنسان دُوسرے کو ہاتھ سے تکلیف پہنچادے اِس پر کسی کو قدرت ہوتی ہے کسی کو نہیں ہوتی، کوئی زیادہ مضبوط آدمی ہے تو کمزور آدمی اُس پر ہاتھ کیسے اُٹھا سکتا ہے کیسے اُسے ہاتھ سے تکلیف پہنچا سکتا ہے اَلبتہ زبان سے پہنچا سکتا ہے تو زبان سے ضعیف آدمی بھی تکلیف پہنچا سکتا ہے اِس واسطے زبان کو مقدم ذکر فرمایا۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ٦

دُوسری بات یہ ہے کہ زبان سے تکلیف پہنچانے نہ پہنچانے کی طرف توجہ نہیں ہوتی اِنسان کی، کہتا ہے کہ میں نے یہ بات ہی تو کہی ہے ! یعنی کیا تو کچھ نہیں حالانکہ یہ بات نہیں ہے بات پر بھی گرفت ہے کسی پر اِتہام لگا دے اِسلام نے بتایا یہ گرفت کے قابل ہے اِفتراء پردازی بہتان تراشی یہ قابلِ تعزیر ہے اِس پر سزا دی جاسکتی ہے اگر قانون اِسلامی ہو اَور اللہ تعالیٰ لائے اُسے قدرت ہے کہ وہ یہاں اِسلامی قانون لائے۔

یہاں سارے اِسلام کے دُشمن ہیں :

اگرچہ سارے کے سارے چوٹی سے اَیڑی تک سر سے پاؤں تک اُوپر سے نیچے تک مسلمان ہی کہلاتے ہیں مگر اِسلامی قانون کے دُشمن ہیں اِن کے دِل میں اِسلامی قانون سے نفرت اُس کی حقارت اُس کا ڈر بیٹھا ہوا ہے باقی اللہ کو قدرت ہے کہ وہ لائیں وہ لا سکتے ہیں۔

اَگر اِسلامی قانون آجائے تو پھر گالی گلوچ منع ہے یہ جو گلیوں میں ایسے گالی دے لیتے ہیں جو چاہے جسے چاہے کھڑا ہو کر کہہ لے کچھ بھی، یہ نہیں ہوگا بلکہ باغیرت معاشرہ ہوگا ہر فرد غیرت مند ہوگا ہر آدمی کی عزت بھی محفوظ ہوگی یہ نہیں ہے کہ کوئی بھی کھڑا ہوا اَور دُوسرے کو اُس نے بے عزت کر دیا بے وجہ ایسی صورت اِسلامی حکومت میں نہیں ہوا کرتی بلکہ ساری کی ساری رعایا غیرت مند ہوتی تھی۔

یہاں کے لوگ باغیرت نہیں، اپنا حکمران اَنگریز کو تسلیم کرلیا :

اَنگریز نے یہاں حکومت کی ہے تو یہاں حکمران اَنگریز رہے ہیں وائسرائے رہتا تھا گورنر رہتا تھا آئی جی رہتا تھا سپرنٹینڈنٹ پولیس رہتا تھا یہ سب کے سب انگریز تھے ڈی سی انگریز، یہاں کے لوگ باغیرت نہیں تھے برداشت کرلیا ملے جلے بھی تھے خالی مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ اَکثریت تھی ہندوؤں کی، ہندو تھے محکوم اُنہوں نے گوارہ کرلیا مسلمان تو لڑے بھی ہیں جہاد بھی کیا ہے ۱۸۵۷ء میں بہت شہید ہوئے ہیں ہندوؤں نے بھی ساتھ دیا ہے ٹھیک ہے مگر مسلمان ہی زیادہ لڑتے رہے ہیں اَور ہندوؤں کو ساتھ مِلا کر اَنگریز کو یہاں سے نکالا اَور یہ خطے آزاد ہوگئے۔

عربوں اَور اَفغانوں نے ایسا نہ کیا :

لیکن عرب ممالک جتنے بھی ہیں ایک سرے سے یہ دُبئی ہو اَبوظہبی ہو کوئی بھی چھوٹے سے چھوٹی حکومت ہو بڑے سے بڑی حکومت ہو، مصر ہو، سعودی عرب، لیبیا، اَلجزائر، مراکش، ساری جگہوں پر انگریز گئے ہیں کہیں برطانیہ والے گئے ہیں کہیں فرانس والے گئے ہیں لیکن حکمران اِنہیں مسلمان رکھنا پڑا کیونکہ دُوسری حکومت یہ قبول نہیں کر سکتے تھے کسی بھی طرح، یہ غیرت مندی تھی اُن کی۔

جس طرح اَفغانستان میں اَب آپ دیکھ رہے ہیں غریب لوگ ہیں پہلے مشہور تھا رُوس کے حملے سے پہلے تک کہ وہاں بدحالی خستگی بہت ہے اَور سپاہیوں کے بھی بوٹ پھٹے ہوئے ہوتے ہیں جو یہاں پہرہ دیتے ہیں طورخم وغیرہ میں، یہ مشہور تھا لیکن غیرت مند ہے معاشرہ اُن کا، یہ گوارہ نہیں کر سکتے کہ دُوسرا حکومت کرلے یہاں آکر بلکہ ہم میں سے ہی کوئی (حکمران) ہوگا، دُوسرے کا کٹ پتلی ہو وہ بھی نہیں گوارہ کرتے تو اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انگریز نے بہت حد تک بگاڑا ہے اَور بگاڑنے کے منصوبے بنائے ہیں عرب ممالک کو بھی لیکن اُن کی یہ ایک غیرت مندی جو تھی وہ قائم ہے۔

یہاں اَنگریز کی تربیت نے مزاجوں میں تکبر پیدا کر دیا عربوں میں نہیں :

اُن میں دو چیزیں نہیں آنے پائیں ایک تو ''تکبر'' نہیں ہے وہاں بالکل، جو یہاں اَنگریز نے پیدا کر دیا [۱] چھوٹے بڑے کا بہت بڑا فرق ہے، چھوٹا جائے گا تو بیٹھ ہی نہیں سکتا بڑے اَفسر کے سامنے کھڑا رہے گا جب وہ کہے گا بیٹھ جاؤ بیٹھ جائے گا۔ اَور اِسلام نے اِن چیزوں کو مٹایا تھا، عرب میں نہیں ہے یہ سلسلہ، چھوٹا بڑے کے پاس چلا جاتا ہے بڑا چھوٹے کے پاس چلا جاتا ہے۔ اَور عراق سے آئے تھے

---

[۱] اَنگریز ہندوستان پر اپنے غاصبانہ قبضہ کے بعد ہم ہندوستانیوں کو اَپنا ''غلام'' سمجھتے ہوئے ''متکبرانہ'' لب و لہجہ سے بات کرتا تھا اَور اپنے بعد یہاں کے سرکاری اَفسروں اَور ملازموں کی تربیت بھی اِسی اَنداز میں کر کے گیا اِسی لیے عموماً اَنگریزی بولنے اَور سیکھنے والوں میں تکبر آجاتا ہے اَور بڑا ہو یا چھوٹا متکبرانہ اَنداز میں بات کرتا ہے جبکہ یہ لوگ اپنے ملکوں میں آپس میں اَنگریزی بولتے وقت ایسا لب و لہجہ اِختیار نہیں کرتے۔ محمود میاں غفرلہٗ

ایک صاحب [1] وہ تو بتاتے تھے کہ یہ بھی نہیں ہوتا کہ جو فائل ہے اُس کے لیے اَلگ چپڑاسی PEON ہو پہنچانے کے لیے یہاں سے وہاں بلکہ جب اَفسر کے پاس دستخطوں کی ضرورت ہوگی تو نیچے والا چلا جائے گا وہاں اَور جب وہ دستخط کرلے گا تو خود ہی پہنچا جائے گا یہاں، یہ ضروری نہیں ہے کہ یہی جائے وصول کرنے دستخط ہوگئے ہوں گے اَب میں جارہا ہوں یا کھڑا رہے یا کچھ ہو بلکہ جب وہ دستخط کرلے تو قاعدہ یہ ہے کہ وہ خود پہنچائے حالانکہ ہے وہ اُس کا اَفسر۔ تو ایک وہاں تکبر نہیں ہے سرے سے عرب کے لوگوں میں، خال خال کوئی ہوجائے آدمی تو وہ اَپنی ذات کی بات ہے اُس کی، عمومًا یہ بات نہیں ہے۔

اَور دُوسرے "شرک" نہیں ہے دونوں چیزوں سے وہ خالی ہیں۔

تو زبان پر کنٹرول کرنا نہ کرنا آپ کی سمجھ میں نہیں آسکتا کہ کیا فائدہ ہے کیونکہ آپ جو پلے بڑھے ہیں یا دیکھا ہے ہم نے معاشرہ وہ دیکھا یہی ہے کہ گالیاں دے دیتے ہیں، ماں باپ اَولاد کو دیتے رہتے ہیں، اُستاد شاگردوں کو دیتے رہتے ہیں، کارخانوں میں دیتے ہیں، ٹریننگ میں دیتے ہیں، تو یہ لوگ ایسے پیدا ہوئے کہ جن میں غیرت کی کمی ہے کوئی کچھ کہہ دے تو اِنہیں پرواہی نہیں ہوتی جو آدمی اِن چیزوں کا عادی ہو اُسے گالی پڑ جائے تو وہ کہے گا کیا بات ہوئی گالی ہی تو دی تھی لیکن اگر گالی کا عادی نہ ہو تو اُس کو رات کو نیند نہیں آئے گی کہ میرے ساتھ یہ حادثہ گزرا ہے کہ ایسی بات کیوں ہوئی، زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ زبان کوئی چیز نہیں ہے خاص۔

مگر آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ اِس پر تو بڑا مدار ہے اَور ضعیف آدمی قوی آدمی کو تکلیف پہنچا سکتا ہے زبان سے گو ہاتھ سے نہ پہنچا سکے اَور زیادہ کام جو ہوتے ہیں ہاتھ سے نہیں ہوتے زبان سے ہوتے ہیں۔

---

[1] غالبًا یہ مرحوم معزالدین اَحمد صاحب تھے جو عراق میں پاکستان کے کئی برس سفیر رہے، حضرتؒ سے قلبی عقیدت رکھتے تھے۔ جب بھی پاکستان آتے تو حضرتؒ کی خدمت میں حاضری دیتے اَور عراق تشریف لانے کی پرزور دعوت بھی دیتے۔ محمود میاں غفرلہٗ

'زبان' نہ گھستی ہے نہ تھکتی ہے 'دماغ' تھک جاتا ہے :

اُور اِمام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بہت اچھا نکتہ لکھا ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ اِنسان کام ہاتھ پاؤں سے کرے گا تھک جائے گا دماغ سے کرے گا تھک جائے گا اُور چھ گھنٹے آٹھ گھنٹے پندرہ گھنٹے بولتا جائے گا زبان ایسی چیز ہے یہ نہیں تھکتی، دماغ تھکا ہوا محسوس ہوگا، کبھی یہ نہیں کہے گا کہ میری زبان بھی تھک گئی ہے میری زبان گھس گئی ہے وہ کہتے ہیں ایسی چیز بنائی ہے خدا نے اِس کے اَعصاب ایسے بنائے ہیں کہ یہ نہیں تھکتی۔

تو بظاہر یہ ہے کہ (زبان کا کہا) کچھ بھی نہیں ہے لیکن شریعت کی نظر میں بہت کچھ ہے اُور حقیقتًا بہت کچھ ہے کسی کو ایسی گالی دے دیتا ہے جس میں اُس کے ''نسب'' پر حرف آتا ہے تو اُسے تو پکڑ لیا جائے گا اُس سے پوچھا جائے گا اُس کو سزا دی جائے گی، معلوم ہوا کہ زبان سے کہی ہوئی بات پر گرفت قانونی بھی ہے اُور خدا کے یہاں تو ہے ہی ہے کسی کی آپ غیبت کرتے ہیں چغلی کھاتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں اِن چیزوں پر خدا کی یہاں گرفت ہے۔

حضرت اَبوبکرؓ اُور ''زبان'' کو سزا :

اِس میں بتاؤں میں کہ اَبوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک آدمی نے دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو چبارہے تھے دانتوں سے اُنہوں نے پوچھا کیا بات ہے اُنہوں نے فرمایا کہ بات یہ ہے ھٰذَا الَّذِیْ اَوْرَدَنِی الْمَوَارِدَ (الْمَھَالِكَ)[1] یہی زبان ہی تو ہے جس نے مجھے ایسی ایسی جگہوں پر پہنچایا ہے کہ اِنسان وہاں ہلاک ہوجائے۔

مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے زور سے بولنا منع ہے بلند آواز سے بولنا منع ہے اُور قرآنِ پاک میں آیت اُتری: لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ رسول اللہ ﷺ کی

---

[1] شعب الایمان رقم الحدیث ۴۵۹۶

آواز سے زیادہ تم آواز نہ اُٹھاؤ، یہ بے اَدبی ہے وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ آپس میں جیسے زور زور سے بولتے ہو اِس طرح بھی گفتگو نہ کرو کبھی۔ نقصان ؟ نقصان یہ ہے اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کہ تمہارے عمل حبط ہوجائیں بے کار جائیں اَور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

تو ''اِحباطِ اَعمال'' جو ہے (یعنی اَعمال کا برباد ہوجانا) اِس کے درجے ہیں۔ ایک درجہ حبط کا جو سب سے زیادہ خطرناک ہے وہ یہ ہے کہ کوئی بات ایسی ہوجائے جس کے نتیجہ میں اِیمان سلب ہوجائے معاذ اللہ اِیمان ہی سے نکل جائے اِنسان۔

بلند آواز والے صحابہ ڈر گئے، حضرت عباسؓ کی آواز دَس میل دُور چلی جاتی تھی :

تو صحابہ کرام تو ڈر گئے اَور حضرت ثابت اِبن قیس اِبن شماس ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے خطیب تھے قد اُن کا دَراز نہیں تھا پستہ قد تھے مگر زبان نہایت فصیح آواز بہت بڑی، مجمع تک پھیل جائے اَور قوتِ گفتگو، دلائل سے بات کرنے کا نہایت عمدہ سلیقہ تو وہ تھے خطیبِ رسول اللہ ﷺ جب ضرورت پڑتی تھی کوئی باہر سے لوگ آئے ہیں تو شاعری فصاحت بلاغت اِس طرف عربوں کی بڑی توجہ تھی تو وہ تیاری کر کے آتے تھے تو یہاں (مدینہ منورہ میں) کوئی مجمع ہو اِس میں تقریر کوئی کرے گا باہر سے آنے والا وفد تو اُس کی جوابی تقریر کے لیے یہ تھے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ۔ آواز ہی اُن کی ڈبل تھی جب وہ بولتے تھے۔ تو اِس طرح بعض صحابہ کرامؓ کی آواز بڑی عجیب تھی جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بھی ہے روایت کہ وہ اَپنے غلاموں کو آواز دیتے تھے تو نو میل دس میل پرے آواز چلی جاتی تھی وہاں سے وہ اِدھر آجاتے تھے تو بعض بعض حضرات کو اللہ نے یہ چیز عطا کی ہے۔

اَور یہ بڑھتی بھی ہے قرآنِ پاک کی آیت ہے یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَایَشَآءُ ایک قراءت میں خَلْقِ کو حَلْقِ بھی پڑھا گیا ہے یَزِیْدُ فِی الْحَلْقِ مَایَشَآءُ تو آواز کو اگر بڑھایا جائے تو وہ بڑھتی بھی ہے، اُس زمانے میں لاؤڈ سپیکر تھے ہی نہیں تو بڑھاتے ہوں گے کوشش کرتے ہوں گے تو بڑھ جاتی

ہوگی آواز۔

تو جب یہ آیت اُتری رسول اللہ ﷺ کی آواز سے زیادہ آواز نہ اُٹھاؤ تو وہ (حضرت ثابتؓ) کہنے لگے کہ میری تو آواز ہی ایسی ہے بہت ڈرے اَور اِتنے ڈرے کہ روتے رہے اَور گھر ہی میں بیٹھ گئے کہ میرے تو اَعمال سارے ہی ختم ہوگئے ہوں گے۔رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ مجھے وہ نظر نہیں آئے کہاں ہیں ؟ تو صحابہ کرامؓ نے معلوم کیا معلوم ہوا کہ وہ تو گھر میں ہیں اَور اُس دِن سے جس دِن سے یہ آیت اُتری ہے گھر میں ہیں اَور روتے رہتے ہیں اَور یہ کہتے ہیں کہ میری آواز تو ڈبل تھی تو ڈبل آواز ہو تو وہ تو زیادہ ہی ہوگی تو میرا اَنجام کیا ہوگا ؟

آپ ﷺ کی طرف سے تسلی اَور بشارت :

تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کو پیغام بھیجا بہت اچھا پیغام کہ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَور یہ فرمایا کہ وَلٰكِنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ[1] تم تو جنتی ہو،اُن میں تم نہیں داخل،تو پھر وہ آتے رہے۔تو آواز کا تعلق بھی زبان ہی سے ہے حلق ہی سے ہے تو یہ نہ تھکتی ہے اَور جو بھی کام ہوتے ہیں اَکثر اِس سے ہوتے ہیں۔

تو حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ اَور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی جہیر الصوت تھے۔اَبوبکر رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جہیر الصوت تھے اُنہوں نے پابندی کی کہ اِس کے بعد وہ بڑی ہلکی آواز سے بولتے تھے بعض دفعہ پوچھنا پڑتا تھا کہ دوبارہ دُہرائیں کیا بات کہی،اِتنی اِحتیاط اُنہوں نے کی۔

تو اَبوبکر رضی اللہ عنہ اِسی طرح کی چیزوں کو دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ هٰذَا الَّذِیْ اَوْرَدَنِی الْمَهَالِكَ زبان ہی تو وہ ہے کہ جس نے مجھے بہت سی ہلاکتوں کی جگہ پہنچایا ہے ہاں یہ اَلگ بات ہے خدا نے بچالیا تو (حدیث میں) زبان کا مقدم کرنا اِس لیے ہے کہ اِس سے بہت زیادہ کام ہوتے ہیں توجہ اُدھر جاتی ہی نہیں اَور ''اِصلاح'' کا بھی تعلق ہے اَور ''فساد'' کا بھی تعلق ہے۔

---

[1] بخاری شریف کتاب التفسیر رقم الحدیث ۴۸۴۶

زیادہ کام زبان سے اَنجام پاتے ہیں :

اچھا اَب یہ ہے، مثال کے طور پر ایک حاکمِ اَعلیٰ ہے اَب وہ جا جا کے گلی گلی کسی کے چپت تو نہیں مارتا گھر گھر تو نہیں پھرتا بھاگا ہوا، دوڑتا ہوا، پیچھا کرتا ہوا بلکہ زبان سے ایک جملہ کہہ دیتا ہے حکم نافذ کردیتا ہے خیر کے بجائے شر کا خدا کے بجائے اپنے نفس کا۔ یہ کام کیسے کیا ؟ زبان سے کیا زبان سے حکم دیتا ہے، اِملا لکھاتا ہے، بولتا ہے اَور وہ شارٹ ہینڈ والا لکھ کر ٹائپ کر کے لا دیتا ہے زبان ہی سے کیا تھا اپنے ہاتھ سے ہر وقت تھوڑا ہی لکھتا رہتا ہے ہاتھ سے تو دستخط ہی کرنے پڑتے ہیں باقی تو سارے کام جو چل رہے ہیں دُنیا میں وہ اِسی زبان سے ہی چل رہے ہیں وہ بول رہا ہے وہ لکھ رہا ہے۔اَور بھی طریقے ہوگئے اِس طرح کہ سب ٹیپ کردیتے ہیں کہ یہ کرنا اَور یہ کرنا ہے اَور دُوسرا ملازم آتا ہے وہ ٹیپ سنتا ہے نقل کرلیتا ہے۔

تو زبان کا مقدم فرمانا رسول اللہ ﷺ کا یہ اِعجاز ہے اَور حدیث کی خوبی ہے فصاحت و بلاغت کی بہت بڑی خوبی ہے۔تو آقائے نامدار ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ مسلمان کی شان یہ نہیں ہے کہ اُس کی زبان یا اُس کے ہاتھ سے کسی دُوسرے کو تکلیف پہنچے بلکہ وہ ہے صحیح معنٰی میں مسلمان کہ جس کے بارے میں لوگوں کا یہی گمان ہو کہ نہ اُس کے ہاتھ سے تکلیف پہنچے گی ہمیں نہ اُس کی زبان سے تکلیف پہنچے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اَعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے اَور آخرت میں رسول للہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے،آمین۔اِختتامی دُعاء..............